عرفانِ امداد

حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ کے چند غیر مطبوعہ خطوط!

مرتبہ ——— مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مکتوبات کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں، اور اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی غیر مطبوعہ خطوط بہت بڑی تعداد میں مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ منتشر خطوط کے علاوہ مکتوبات امداد کے ایک سے زائد قلمی مجموعے ہمارے علم میں ہیں، کاش ان سے استفادہ عام ہو اور ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔

اس وقت حضرت حاجی صاحبؒ کے چھ غیر مطبوعہ مکتوبات پیش ہیں۔ ان میں سے پہلا خط حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی کے نام ہے۔ یہ گرامی نامہ مخدومی ماموں ناظر حسن صاحب جھنجھانوی نے عنایت فرمایا اور اس وقت ہمارے ذخیرہ میں محفوظ ہے۔

بقیہ خطوط مولانا سید ابو القاسم ہنسوی کے نام ہیں، یہ خطوط سیدی و مخدومی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہم کے خاندانی "مرقع نوادر" میں محفوظ ہیں، حضرت مولانا نے از راہ شفقت ناچیز کو ان کے نقل کی اجازت عطا فرمائی۔ یہی وہ خطوط ہیں جن کا حیات عبدالحئی ص ۹ میں ذکر آیا ہے۔

اس موقع پر یہ وضاحت مناسب ہو گی کہ یہ خطوط املا کرائے گئے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کی تحریر نہیں ہیں جس دور میں یہ خط لکھے گئے اس وقت حاجی صاحب بینائی کی کمزوری کی

وجہ سے لکھنے پڑھنے سے بڑی حد تک معذور ہو گئے تھے۔ مولانا عبد الحیٔ کے نام اس معذوری کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"بسبب بکبرسنی کے ضعف جسمانی و ضعف بصارت بہت ہو گیا ہے اس لیے اپنے ہاتھ سے لکھنے پڑھنے میں مجبوری ہے، اگر ضرورتاً کبھی لکھتا ہوں تو تکلیف ہوتی ہے"[5]

لیکن اس سے ان خطوط کی اہمیت و افادیت کسی طرح کبھی متاثر نہیں ہوتی۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ یہ خطوط اپنی اصلی کیفیت میں قارئین تک پہنچیں۔ اس لیے ان کا املاء بھی جوں کا توں باقی رکھا گیا ہے، اس میں کسی قسم کی ترمیم و تصحیح نہیں کی، فارسی خطوط کا ترجمہ اور حواشی میں متعلقہ اشخاص کا تعارف کرا دیا گیا ہے۔ (حواشی آخر میں ملاحظہ ہوں)

(۱)

مکتوب بنام حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی[ؒ]

بخدمت بابرکت عزیز القدر گرامی مرتبت مولانا مولوی فتح محمد صاحب[ؒ] زید عرفانہ

بعد سلام مسنون و دعائے ازدیاد ذوق و شوق معلوم فرمادیں، خط آپ کا پہونچا، تمام کیفیت معلوم ہوئی، اللہ تعالیٰ مدرسہ کی ترقی فرمادے، اور توفیق دین کی عطا فرمادے، مثنوی شریف ضرور شروع کرادیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا[ؒ] رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی امداد پہونچے گی، اور فقیر کی بھی دعا ہے کہ خدو سبحانہ تعالیٰ تم کو اس کے مطالب کماہی القا فرمادے۔

باقی رہا توجہ اور ہمت کے معاملہ میں یہ ہو کہ فقیر دل سے متوجہ ہے، فیاض حقیقی امہات مقاصد سے بہر (؟ہ) ور فرمادے۔ فقیر کو اپنی حالت سے غافل تصور نہ فرمائیں، بلکہ تمام اعزہ کی ترقی حالات کی دعا روزمرہ کرتا رہتا ہے۔ اپنا کام بندگی بجالانے کا ہے، اور صاحب اور خداوندی اوس ذات مطلق کے ہاتھ ہے، بہر کیف ارادہ کامل، اور عزم بالجزم کے ساتھ اس راہ میں چلتے رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ فضل ایزدی ضرور دستگیری فرمائے گا۔

برخوردار لخت جگر مولوی عبد اللہ[ؒ] ساکن قصبہ انبہٹہ اس سال فقیر کے پاس آئے،

---

[5] مورخہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ (۱۴ اگست ۱۸۸۸ء) حیات عبد الحیٔ ص ۹۲

بہ سبیل تذکرہ جو آپ کا ذکر آیا، تو انھوں نے بیان کیا کہ میرے گمان میں تو بعد مولوی محمد قاسم صاحبؒ مرحوم و مولوی محمد یعقوب صاحبؒ مغفور و مولوی رشید احمد صاحبؒ مدظلہ العالی کے، مولوی فتح محمد صاحب و مولوی سخاوت علی صاحبؒ باعتبار اخلاص و للہیت وغیرہا کے ہیں۔ اور فقیر بھی ان کے گمان کی تصدیق کرتا ہے۔

باقی حج بیت اللہ شریف کو جو آپ کی والدہ شریفہ فرماتی ہیں، آپ خوب واقف ہیں کہ بدون زاد راہ ممانعت شرعی ہے، علاوہ ممانعت شرعی تکالیف گوناگوں پیش آتی ہیں۔

لہٰذا فقیر دعا کرتا ہے کہ حضرت حق بقدر زاد و راہ قدرت کاملہ فرما دے۔ آمین ثم آمین

جملہ واقفین و پرسان (کذا ہے) سلام مسنون۔

الراقم فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ

از مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا

پتہ!

بمقام کونچ ضلع جالون قسمت جھاں سے (کذا؟)

بخدمت فیضدرجت و بابرکت عزیز القدر گرامی شان مولوی فتح محمد صاحب زید عرفانہ

موصول باد

خط کی پشت پر تحریر ہے، جو غالباً مولانا فتح محمد صاحب کے قلم کی ہے:۔

"بتاریخ یکم ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ (۱۷ دسمبر ۱۸۸۷ء) روز شنبہ کو پہونچا۔"

(۲)

بنام مولانا سید ابو القاسم صاحب ہنسوی

از طرف فقیر امداد اللہ عفی عنہ بعد السلام علیکم کے، بخدمت مولوی ابو القاسمؒ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ واضح ہو کہ خط آپ کا تحریر ۱۴؍ جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ کا پہونچا تھا، حال معلوم ہوا تھا، لیکن بوجہ ضعف جسمانی و بصارت کے کہ کاہلی از حد مستولی ہو گئی ہے۔ روانگی جواب میں تاخیر ہوئی۔

حسب المطلب آپ کے شجرہ بھیجا جاتا ہے، اور بیعت غائبانہ کہ اس بیعت کو بیعت اختیانی

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کی گئی ۔۔۔۔ تعبیر کے (کذا ؟) بظاہر اس طرح اس احقر کی رائے میں آتی ہے کہ آپ جن سے بیعت ہیں، وہ نہایت عظیم القدر، رفیع الشان شخص ہیں۔ کہ ادنی اجس کا یہ ہے کہ اون کا نور عرفان شکل مہر نیمروز کے ہے، اور فیض بھی اونکا مستمر معلوم ہوتا ہے، ایسے شخص سے بیعت ہوکر دوسرے شخص کی طرف بیعت کے لیے خیال کرنا ممنوع ہے۔ واللہ اعلم!

خداوند ہمیں آپ کو اپنی محبت عطا فرمائے، اور اپنے فضل وکرم اور رحمت میں ڈھانپ لے۔ والسلام ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ (۲۳ اکتوبر ۱۸۸۵ء)

جو کوئی ملنے والا ہو سب کو سلام پہونچے، اور وصایا میں کتب معمور ہیں، اور انشاء اللہ تعالی اگر تم نے پھر یاد دہانی کی تو جواب باصواب بھیجا جاوے گا۔

از مکہ مکرمہ

(۳)

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ، بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی ابو القاسم زاد اللہ علمہ ومعر باللہ فتہ!

بعد سلام مسنون ودعائے خیر مشہود رائے عزیز باد مکتوب عقیدت اسلوب معہ رسالہ مناجاتیہ منتخبہ از مناجات فقیر، برائے صحت، ودلائل الخیرات، ورسالہ ارشاد مرشد، برائے صحت وطلب سند جناب سید مولوی عبد الرب صاحب رسانید مسرور گردانید۔

عزیز من! رسالہ مناجاتیہ را چونکہ فقیر ملاحظہ کردہ شد چیزے غلط وغیر مربوط یافتہ شد، ودر درستی وصحت آں چیزے فراغت وصحت ضروریست، وفقیر درینولا بسیار ضعیف است، خصوص ضعف بصارت کہ از نوشتن وخواند معزور (؟ کذا) است، لہذا واپس کردہ شد، خود درست باید نمود۔ آنکہ در طلب سند دلائل الخیرات نوشتہ بود؟ عزیز من! در مدینہ منورہ شیخ الدلائل دو بزرگوار بودند کہ بدرجہ نہم از حضرت مصنف علیہ الرحمۃ روایت میدارند۔ یکے سید محمد بن احمد بن عبد الرحمان مغربی حافظ دلائل، دوم علی بن یوسف حریری حافظ دلائل، اگرچہ ہر دو بزرگواران شاگرد یک استاد اند، مگر چند جا در روایت باہم دگر اختلاف است، چوں اجتماع ہر دو روایت در تحریر دشوار بود، لہذا اندراج یک روایت در متن، وثبت دیگر بحاشیہ واقع شد، ونیز در آخر جداگانہ ہم ثبت کردہ بود نگاہ دارند۔ فقط! فقیر را سند از ہر دو جانب است وآں انیست (؟؟)!

دیگر آنکہ بموجب درخواست آنعزیز را، و عزیزجان مولوی عبدالحق را غائبانہ بعیت گرفتہ در سلسلہ احمدیہ چشتیہ صابریہ داخل کردہ، اجازت اذکار و اشغال ہر دو طریقہ مذکورہ کہ در رسالہ ارشاد مرشد مرقوم اند، باجازتیکہ دادمرا بزرگان طریقہ، واللہ الموفق وبہ نستعین!

دو ورقہ چشتیہ صابریہ، و ورقہ شجرہ احمدیہ بحردہ آنعزیز می رسد، نقل گیر و داشتہ بعزیزجان مولوی عبدالحق حوالہ کردہ شد، و رسالہ ارشاد مرشد ہم میسر شد گرفتہ بعمل آرند۔

بخدمت عزیزم مولوی سید عبدالحق صاحب، و حاجی شاہ قدرت علی صاحب نقشبندی و شیخ وجیہ الدین صاحب وغیرہ محبان سلام دعا برسد۔!

مہر (محمد امداد اللہ فاروقی)
۱۲۷۹ھ

ترجمہ:۔

فقیر امداد اللہ کی طرف سے، بخدمت بابرکت عزیز مولوی ابوالقاسم، اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عرفان میں اضافہ فرمائے!

بعد سلام مسنون اور دعائے خیر کے آں عزیز کو معلوم ہو کہ آپ کا عقیدت بھرا خط معہ رسالہ مناجاتیہ جو آپ نے فقیر کی مناجات سے منتخب کیا ہے، تصحیح کے لیے، اور دلائل الخیرات اور رسالہ ارشاد مرشد صحت و سند حاصل کرنے کے لیے جناب سید مولوی عبدالرب نے پہنچایا بیحد مسرور کیا۔

میرے عزیز! رسالہ مناجاتیہ کو فقیر نے دیکھا، اسے غلط اور غیر مربوط پایا اس کی درستی اور تصحیح کے لیے فرصت اور صحت ضروری ہے، اور فقیر اس وقت بہت کمزور ہو گیا ہے۔ خصوصاً بینائی کی کمزوری کی وجہ سے پڑھنے لکھنے سے بھی معذور ہے، لہٰذا (وہ مناجات) واپس کر رہا ہوں خود ہی تصحیح کرلیں۔

اور آپ نے جو دلائل الخیرات کی سند کے لیے لکھا ہے، عزیزم! مدینہ منورہ میں دو بزرگ شیخ الدلائل ہیں، جو نو واسطوں سے حضرت مصنف سے روایت کرتے ہیں، ایک سید محمد بن احمد بن عبدالرحمان مغربی حافظ دلائل، دوسرے علی بن یوسف حریری حافظ دلائل، اگرچہ دونوں بزرگ ایک استاد کے شاگرد ہیں مگر چند مقامات پر روایت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

چوں کہ دونوں روایتوں کا اجتماع (متن میں) دشوار ہے۔ اس لیے ایک روایت متن میں، دوسری حاشیہ پر درج کی گئی، اور آخر میں سلا اختلاف روایات، علیحدہ بھی لکھ دیا گیا ہے خیال رکھیں۔ فقط!
فقیر کو دونوں (حضرات) سے سند اور اجازت حاصل ہے، اور وہ یہ کہ (سند خط میں مذکور نہیں ہے)

دوسری بات یہ ہے کہ تمھاری درخواست کے مطابق آں عزیز اور عزیز از جان مولوی عبد الحق کی غائبانہ بیعت لیکر سلسلہ احمدیہ اور چشتیہ صابریہ میں داخل کر لیا ہے۔ دونوں سلسلوں کے اوراد و اشغال رسالہ "ارشاد مرشد" میں لکھے ہوئے ہیں جس طرح کہ مجھ کو بزرگان طریقت سے ان کی اجازت ملی ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور ہم اس ہی سے مدد چاہتے ہیں!

دو پرچے شجرہ چشتیہ صابریہ اور پرچہ شجرہ احمدیہ لکھا ہوا، آنعزیز تک پہنچے گا، اس کی دوسری نقل کر کے عزیز از جان مولوی عبد الحق کے حوالہ کر دیں، اور رسالہ ارشاد مرشد بھی بھیج رہا ہوں، وصول کر کے اس کے مطابق عمل کریں۔ عزیزم مولوی سید عبد الحق اور حاجی شاہ قدرت علی صاحب نقشبندی، اور شیخ وجیہ الدین صاحب وغیرہ دوستوں کی خدمت میں سلام پہنچے۔!

(۴)

اما بعد۔ بعد الحمد والصلوۃ۔ فقیر حقیر امداد اللہ عفی عنہ، عرض می نماید کہ برادر طریقت وطالب معرفت عزیزم مولوی سید ابو القاسم صاحب نقشبندی، باخلاص تمام بر دست فقیر غائبانہ توبہ وتجدید بیعت نمودہ، داخل سلاسل اربعہ بالخصوص طریقہ چشتیہ صابریہ و نقشبندیہ احمدیہ ..... طالب اجازت اذکار و اشغال و مراقبات طرق موصوفہ شدند، پس اجازت دادم باجازتیکہ دادمرا بزرگان طریقت، ونیز اجازت است کہ ہر کس راکہ اہل وطالب صادق نام حق یابند باستعداد و قابلیت او تعلیم وتلقین نام حق نمایند، واز آداب سلوک اطلاع نمایند۔ وبہ تحصیل مسائل فقہ ضروریہ وبہ تصحیح عقائد سنت جماعت تاکید کنند و رغبت وتحریص بر اتباع شرع شریف نمایند کہ بے اِیں وصول مطلوب مشکل است، وھو الموفق وبہ نستعین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

مہر (محمد امداد اللہ فاروقی)

۱۲۷۹ھ

ترجمہ:- امابعد حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر امداد اللہ عفی عنہ، عرض کرتا ہے کہ برادر طریقت، اور معرفت الٰہی کے طالب عزیزم مولوی سید ابو القاسم صاحب نقشبندی نے نہایت اخلاص سے فقیر کے ہاتھ پر غائبانہ توبہ اور تجدید بیعت کی ہے، (اور) چاروں سلسلوں میں داخل ہوئے ہیں۔ بالخصوص طریقہ چشتیہ صابریہ و نقشبندیہ احمدیہ میں...... (اور مجھ سے) ان طریقوں کے اذکار و اشغال کی اجازت چاہی ہے، پس میں نے (ان کو) اجازت دی جس طرح کہ بزرگان طریقت نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔

اور (ان کو) اس کی بھی اجازت ہے کہ جس شخص کو اہل اور نام حق جل مجدہ کا سچا طلبگار پائیں۔ اس کی استعداد و صلاحیت کے مطابق اسے نام حق کی تعلیم و تلقین کریں، اور راہ سلوک کے آداب اسے بتائیں اور تمام ضروری فقہی مسائل کی تحصیل اور عقاید کی تصحیح سنت جماعت کے طریقے پر کرنے کی تاکید کریں، اور اتباع شریعت کی رغبت اور حرص دلائیں، اس لیے کہ اس کے بغیر معرفت خداوندی حاصل ہونی مشکل ہے، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور ہم اس سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اور درود ہو خیر خلائق جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر! فقط!

(۵)

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ۔ بخدمت محبان و مخلصان عزیزان من مولوی ابو القاسم و منشی ابو سعید صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، و دعا، ترقی درجات دارینی مشہود رائے عزیزان باد۔۔۔۔ اخلاص نامہ تمہارا معہ درخواست بیعت والدہ اوس عزیز کی اور والدہ میاں سید عبد الحئی کی وارد ہوا، اوسکے مضامین سے فقیر مسرور ہوا۔

بموجب تحریر کے دونوں مستورات موصوفہا سے بیعت غائبانہ لی گئی، اور شجرہ خاندانی سید احمد رحمۃ اللہ کے ملفوف خط کی (؟) روانہ کیے جاتے ہیں انشاء اللہ تمہارے پاس پہونچےنگے دونو مسماۃ کو دیدینا، اور کہہ دینا کہ جب شجرہ اونکے پاس پہونچیں، بعد غسل دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھ کر کہے الٰہ العالمین! ہم نے توبہ کی شرک اور کفر اور صغیرہ کبیرہ گناہوں

سے اوپر ہات امداداللہ کے، سوتو قبول کر اور توفیق اعمال نیک کی عطا فرما! بعد ازاں ہر روز سو بار استغفار صبح، اور سو بار شام، اور ہزار بار کلمہ طیبہ، اور ہزار بار درود شریف ہمیشہ پڑھا کریں، ترک نہ کریں۔ اور تبرکات تسبیح وغیرہ بھی اگر کوئی ادھر کا بندہ میسر ہوا تو روانہ کی جاگئی ڈاک میں بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اور اگر رسالہ ارشاد مرشد دست یاب ہو تو اوس میں اوراد اذکار، اور اشغال اور وظائف لکھے ہیں۔ اوسکی تم کو اجازت ہے، جس قدر ہو سکے عمل میں لاویں، فقط!

عزیزم منشی ابوسعید صاحب کے حق میں دعا کرتا ہوں اِنَّہٗ قریب مجیب۔ فقط!

(۶)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہٗ بخدمت سراپا خیر و برکت عزیزانم میاں ابوالقاسم، و مولوی عبدالحئی صاحبان سلمہما اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکتوب بہجت اسلوب بسبیل ڈاک ورود سرور لایا ممنون و مسرور ہوا، اللہ تعالیٰ بدیں یاد فرمائی و محبت و عنایت، مکروہات زمانہ سے محفوظ رکھکر جمعیت صوری و معنوی اور اپنی محبت و رضا عنایت کرے۔

حاجی مولوی سید عبدالعزیز صاحب مرحوم و مغفور کے انتقال کا حال سنکر رنج و افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ علیین عنایت (؟ فرمائے) آمین! اور اون کے پسماندگان کو صبر و استقلال مرحمت کرے، اوران کا نعم البدل عطا کرے۔

اب فقیر کو ضعف و نقاہت بہت برسر ترقی ہے۔ صبح و شام معلوم ہوتا ہے، فقیر (؟ کے) حسن خاتمہ کی دعا کرو، ـــــ اور چونکہ باعث ضعف اب اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتا، اس لیے اگر جواب کے جانے میں تقصیر ہو تو درگزر کرو، کیونکہ صدہا خطوط آتے ہیں، ہرچند جواب لکھوانے میں کوشش کرتا ہوں، تاہم بشریت سے سہو ممکن ہے!

آپ کے اشعار یعنی قصیدہ مصنفہ عزیز پہونچا، اگرچہ من آنم کہ من دانم لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری عقیدت و ارادت و محبت کے مطابق تمہارے دلوں کو انوار و فیوض و برکات سے منور کرے اور اپنے ماسوا سے دل کو پاک و صاف کرے، بہرکیف اللہ تعالیٰ خود ہادی و

متصل ہے۔ شیخ و مرشد درمیان میں ایک واسطہ اسباب کا قرار دیا گیا ہے، اس لیے جتنی محبت وعقیدت اپنے شیخ سے ہوگی اسی قدر فیوض وبرکات اسے پہونچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمھارا خاتمہ بالخیر فرماکر اپنے صدیقین کے سلسلہ میں داخل فرمادیں، اور تم کو دارین میں درجات عالیات قرب مراتب عنایت کریں۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم!

۱۴؍محرم ۱۳۰۸ھ (۱۳؍اگست ۱۸۹۰ء) از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب

سب عزیزان و احباب کی خدمت میں سلام مسنون باد۔

حواشی

لہ مولانا فتح محمد صاحب تھانوی، وطن، نسب اور ابتدائی تعلیم کی نسبت معلومات نہیں ملتیں۔ تھانہ بھون وطن ثانی تھا، ابتدائی تعلیم بظاہر دہلی اور جھنجھانہ میں پائی، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا نواب قطب الدین دہلوی، مولانا قاری عبدالرحمان پانی پتی جیسے فخر روزگار علما سے تعلیم حاصل کی، اور جب دیوبند میں مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) کی ابتدا ہوئی تو دیوبند آگئے وہاں شریک درس رہے، مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا ملا محمود دیوبندی (جن کا انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ منسوب بہ شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی کی تصنیف میں غالب حصہ رہا ہے۔ "میرے والد ماجد" از مولانا مفتی محمد شفیع کراچی ۱۹۷۵ء ص ۵۳) وغیرہ سے استفادہ کیا، دارالعلوم کی طرف سے پہلی بار ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۴ء) میں جن طلبار کی دستار بندی ہوئی ان میں مولانا فتح محمد صاحب بھی تھے۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۵۹)

مثنوی مولانا روم سے بےحد شغف تھا، مثنوی کے مشہور استاذ مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی سے مثنوی شریف کا درس لیا تھا، اور بہت ذوق وشوق سے اس کا درس دیتے تھے۔

نواب قطب الدین دہلوی سے بیعت ہوئے اور نواب صاحب کے انتقال کے بعد حضرت حاجی امداداللہ صاحب سے رجوع ہو گئے تھے، حضرت حاجی صاحب نے اجازت وخلافت عطا فرمائی، حضرت حاجی صاحب کی نظر میں مولانا کا کیا مرتبہ ومقام تھا اس کا اس خط سے اندازہ ہو رہا ہے۔ نہایت متقی کریم النفس اور بقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی "بہت ہی بابرکت اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔"

اشرف السوانح ص ۲۱/۱

مولانا اشرف علی تھانوی نے عربی فارسی کی ابتدائی کتابوں اور مثنوی شریف کا سبق مولانا فتح محمد صاحب سے لیا تھا، اور فرمایا کرتے تھے: کہ مجھے دین کا شوق مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ اشرف السوانح ج ۱ صـ ۲۱

مولانا عبد الحئی صاحب رائے بریلوی (مولف نزہۃ الخواطر) کو بھی مولانا فتح محمد سے نسبت تلمذ حاصل ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ صـ ۳۵۳) ——— مولانا نے ستر سال کی عمر میں ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔

؎۲ مراد حضرت مولانا جلال الدین (محمد بن محمد قونوی) رومی، ولادت ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) وفات ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) مشہور بہ مولانا روم۔

؎۳ مولانا عبد اللہ بن انصار علی بن احمد علی بن قطب علی انصاری انبیٹھوی، نہایت ذہین و ذکی عالم تھے، دیوبند میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے تعلیم پائی۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا سید عالم علی نگینوی اور مولانا قاری عبد الرحمان پانی پتی سے سند حدیث حاصل کی۔

حضرت حاجی امداد اللہ سے مثنوی مولانا روم کا درس لیا، اور حاجی صاحب سے ہی بیعت ہوئے۔ اور خلافت و اجازت پائی۔

مولانا عبد اللہ انصاری سرسید احمد خاں کی دعوت پر علی گڑھ چلے گئے تھے۔ اور طویل عرصہ تک ایم۔ اے۔ او کالج میں ناظم دینیات رہے ——— مولانا کو علی گڑھ آنے پر آمادہ کرنے کے لیے سرسید احمد خاں نے منشی سید احمد صاحب تھانوی (نائب منیجر بورڈنگ ہاؤس ایم۔ اے۔ او کالج) کے نام ایک مفصل خط لکھا تھا۔ (مکتوبات سرسید مرتبہ شیخ اسماعیل پانی پتی صـ ۶۱۷ تا صـ ۶۲۲)

شیخ الہند مولانا محمود حسن سے بیحد قریب تھے۔ ریشمی رومال تحریک میں شریک رہے، تحریک کی فوجی تنظیم "جنود ربانیہ" کے عہدہ داران کی فہرست میں میجر جنرل کے عہدہ کے لیے مولانا عبد اللہ انصاری کا بھی نام ملتا ہے ———

[ریشمی خطوط سازش کیس
مرتبہ مولانا محمد میاں صـ ۲۷۵ صـ ۳۰۳]

ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما مولانا محمد میاں عرف منصور انصاری اُن کے صاحبزادہ تھے۔ مولانا عبداللہ انصاری نے ۱۳۴۴ھ میں بمبئی میں وفات پائی (نزہۃ الخواطر ص۲۷۶)

۴ـ حضرت مولانا محمد قاسم بن اسد علی صدیقی نانوتوی ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء) میں ولادت ہوئی۔ ۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ (۱۵؍ اپریل ۱۸۸۰ء) میں وفات پائی۔ سوانح اور خدمات محتاج تعارف نہیں، تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیے "سوانح قاسمی" مولانا مناظر احسن گیلانی۔ و "انوار قاسمی" انوار الحسن صاحب شیر کوٹی، مقدمہ "کیا مقتدی پر فاتحہ واجب" از مفتی سعید احمد پالنپوری۔ اور نزہۃ الخواطر ص۳۸۲ تا ۳۸۴ جلد ہفتم۔

۵ـ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی ۶؍ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ (۱۱؍ مئی ۱۸۲۹ء) میں پیدائش ہوئی۔ ۹؍ جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ (۱۱؍ اگست ۱۹۰۵ء) میں انتقال فرمایا۔ مفصل حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے تذکرۃ الرشید از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، مقدمہ لامع الدراری از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ العالی ص ــــ یحیوی سہارنپور، اور نزہۃ الخواطر ص۱۴۸ تا ص۱۵۲ جلد ہشتم۔

۶ـ حضرت مولانا محمد یعقوب بن مولانا مملوک العلی صدیقی نانوتوی ۱۳؍ صفر ۱۲۴۹ھ (۲؍ جولائی ۱۸۳۳ء) میں پیدا ہوئے اور یکم ربیع الاول ۱۳۰۲ھ (۲۲؍ دسمبر ۱۸۸۴ء) میں وفات پائی۔ مفصل حالات کے لیے بیاض یعقوبی، نزہۃ الخواطر ص۵۲۲ اور حیات یعقوب و مملوک از انوار الحسن صاحب شیر کوٹی ملاحظہ فرمائیے۔

۷ـ مولانا سخاوت علی انبہٹوی، افسوس ان کے مفصل حالات نہیں ملتے، صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ انھوں نے سرسید احمد خاں کی تحریک سے متاثر ہو کر انبہٹہ (ضلع سہارنپور) میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، اور اس وقت کے مذہبی حلقوں کے عام رجحان کے برعکس سرسید کے ہم نوا اور ان کی تحریک کے مداح تھے مولانا حالی نے بحوالہ تہذیب الاخلاق (جلد ۲ شمارہ ۷) ان کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:۔

"اگرچہ پہلے بھی ہم کو اپنی قوم کی بھلائی کی فکر تھی مگر کوئی تقاضا کرنے والا اور بار بار جگانے والا نہ تھا، اب تہذیب الاخلاق نے یہاں تک چوکنا اور آگاہ کیا جس کے سبب اس قصبہ میں بھی ایک مدرسہ قائم ہو گیا، خدا اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے لیے ہمیشہ مبارک رکھے۔ (حیات جاوید ص۵۵)

۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء) میں سہارنپور میں مدرسہ اسلامیہ (مظاہر علوم) قائم ہوا، تو اس میں مدرس عربی مقرر ہوئے۔ پھر مدرس فارسی ہو گئے تھے۔ ۱۲۸۹ھ میں مستعفی ہو کر وطن چلے گئے تھے۔ مستفاد از تاریخ مظاہر ص۔ مرتبہ مولوی محمد شاہد سہارنپوری۔

۸ مولانا سید ابوالقاسم بن عبدالعزیز بن سراج الدین حسنی ہنسوی، ۵ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ (۱۳ اکتوبر ۱۸۵۸ء) میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم مولانا عبدالسلام سے پائی، انھیں سے بیعت ہوئے، اور ان کے ممتاز خلفاء سے تعلیم کی تکمیل کی، مولانا قاری عبدالرحمان پانی پتی، اور مولانا سید ضیاء النبی رائے بریلوی سے اجازت حدیث حاصل کی۔

حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت عثمانی کی، اور چاروں سلسلوں میں مجاز ہوئے۔ عمدہ علمی وتاریخی ذوق پایا تھا، نزہۃ الخواطر سے ان کی چھ تالیفات کا علم ہوتا ہے، جن میں سب سے زیادہ اہم اور بیش قیمت تالیف "مکتوب المعارف" ہے جس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ محمد عاشق پھلتی اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے مکتوبات حضرت شاہ ابوسعید رائے بریلوی اور ان کے اعزہ کے نام جمع کیے ہیں۔ یہ مجموعہ ۱۳۰۸ھ میں سہارنپور سے شائع ہوا، اور ان کی تلخیص و ترجمہ مولانا نسیم احمد فریدی زید مجدہم کے قلم سے الفرقان (لکھنؤ) میں ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ اپریل ۱۹۶۵ء تا محرم ۱۳۸۵ جون ۱۹۶۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ میں وفات پائی اور ہسوہ میں دفن ہوئے۔

تفصیلات کے لیے نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۰ اور حیات عبدالحئی ص ۹ ملاحظہ ہو۔

۹ مراد حضرت مولانا عبدالسلام بن ابوالقاسم ہنسوی ولادت ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۷ء وفات ۱۴ شوال ۱۲۹۹ھ (۱۹ اگست ۱۸۸۲ء) نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۶۳

۱۰ حاجی میر شاہ قدرت علی ساکن بچیت فتحپور (نظام کانپور اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۲۴) مولانا سید عبدالسلام ہنسوی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت بیعت حاصل تھی، مولانا عبدالحئی رائے بریلوی نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ حیات عبدالحئی ص ۴ ص ۱۰۳

۱۱ شاہ وجیہ الدین، مولانا عبدالسلام ہنسوی کے خلفاء میں ان کا بھی نام ملتا ہے ص ۲۴ ماہنامہ نظام کانپور ۱۹۶۴ء

۱۲ منشی سید ابوسعید، حافظ سید عبدالسلام صاحب کے صاحبزادہ اور مولانا عبدالجلیل صاحب کے پوتے تھے۔ ان کا نام اپنے جد امجد حضرت سید شاہ ابوسعید صاحب کے نام پر رکھا گیا جو حضرت سید احمد شہید

کے حقیقی نانا تھے، اور ان کا شمار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خواص اصحاب میں تھا، صاحب علم ہوشمند، اور نہایت کریم النفس اور ہمدرد و ذی مروت انسان تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے عقیدت و محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ حیات عبدالحیٔ ص۱۲۵

۱۳ یہ بی بی محترمہ سیدہ عزیز النسا، مولانا سراج الدین ہسوی متوفی ۱۲۷۷ھ ۱۸۶۰ء کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۸ء) میں وفات پائی، حیات عبدالحیٔ ص۲۶-۵۶

۱۴ مولانا سید عبدالحیٔ، مولانا فخرالدین خیالی کے نامور فرزند، نزہۃ الخواطر، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، جنۃ المشرق، اور گل رعنا کے مصنف کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔ ابتدا ہی سے تحریک ندوۃ العلماء کے سرگرم رکن رہے۔ رمضان ۱۳۳۳ھ (جولائی ۱۹۱۵ء) میں ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے اور آخر عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت غائبانہ کی درخواست کی، حضرت نے بیعت قبول فرمائی اور سلسلہ کے معمولات و اشغال کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ اس موقعہ پر حاجی صاحب نے جو مفصل گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا وہ حیات عبدالحیٔ ص۹۱ ص۹۳ میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۳۱۳ھ میں حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی کے دامن فیض سے وابستہ ہو گئے تھے، اور مولانا سے بڑا ہی والہانہ تعلق رکھتے تھے۔

۱۸ رمضان ۱۲۸۶ھ (۲۲ دسمبر ۱۸۶۹ء) میں پیدائش ہوئی، اور ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ (۲ فروری ۱۹۲۳ء) میں وفات پائی، مفصل سوانح کے لیے دیکھیے حیات عبدالحیٔ از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم۔

۱۵ مکتوب الیہ، مولانا سید ابوالقاسم کے والد اور مولانا سید سراج الدین ہنسوی کے فرزند تھے۔ اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً ۱۳۰۰ھ کے اواخر میں وفات پائی۔

چاہیے۔

فرمایا کہ لوگ دعا کراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ کرے، یہ بات اچھی ہے مگر میں نے اس میں اتنا اضافہ کردیا ہے کہ یہ دعا کرنی اور کرانی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان نصیب کرے اور ایمان پر خاتمہ کرے، ایمان پر خاتمہ کی دعا کرانے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس ایمان موجود ہے، ایمان ضرور موجود ہے مگر ایمان جیسا ہونا چاہیے کہاں نصیب ہے، اسی لیے دعا کرانی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان نصیب کرے اور اسی پر خاتمہ کرے۔

دو بزرگوں میں سے کسی کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہے ہیں، پوچھا کیا حال ہے

.... فرمایا کہ جنت کا مزہ لے رہا ہوں، پوچھا کہ دل میں کوئی تمنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ دنیا میں بھیج دیتا اور گھر گھر جاکر لوگوں کو اللہ کا کلام سناتا۔

یہ خواب بیان کرنے کے بعد مولانا نے فرمایا کہ اللہ والوں کو اللہ کا پیغام سنانے میں جو لطف آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں، میری صحت خراب ہے صحت کی اگر خواہش ہے تو صرف اس لیے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی بات سنا سکوں، اس دنیا میں ایک بار اخلاص سے سبحان اللہ کہنے کا موقع مل جائے تو یہ ہفت اقلیم سے زیادہ بہتر ہے۔

فرمایا کہ حضرت مولانا تھانویؒ بچوں کو پیار کرتے اور چھیڑتے رہتے تھے ایک دن ایک ناسمجھ بچہ کو چھیڑا تو اس نے کہا کہ "اللہ میاں بڑے ابا مر جائیں" حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو موت کی بددعا دی جائے تو فطری طور پر اس سے اس کو تکلیف ہوگی مگر میں نے اس جملہ پر غور کیا تو بچہ کا جملہ بددعا نہیں بلکہ دعا ہے اس دنیا میں جب تک آدمی رہے گا علائقِ دنیا اور مرض و تکلیف وغیرہ سے دوچار رہے گا مگر مرنے کے بعد جب جنت میں پہنچ جائے گا تو آرام ہی آرام ہوگا اس لیے میں نے اس جملہ کو دعا پر محمول کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کی اس توجیہ پر میں پھڑک اٹھا اللہ والے اسی طرح تکلیف دہ باتوں میں بھی بھلائی کا پہلو نکال لیتے ہیں۔

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

عرفانِ امداد

(حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ایک غیر مطبوعہ خط)

(۲)

"عرفان امداد" کی گزشتہ قسط ترتیب دینے کے بعد حضرت حاجی صاحب کا ایک اور گرامی نامہ حاصل ہوا، یہ گرامی نامہ اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ اس وقت تک حضرت حاجی صاحب کے جو خطوط شائع ہوئے ہیں وہ سب حضرت کے مریدین وخلفاء اور وابستگان فیض کے نام ہیں، یہ پہلا خط شائع ہو رہا ہے جو حضرت نے اس دور کی ایک معروف شخصیت، اور اپنے بزرگ زادے کو تحریر فرمایا ہے۔

مکتوب گرامی!

از فقیر نیاز مند امداد اللہ عفی اللہ عنہ، بعالی خدمت فیضدرجت مکرم معظم حضرت سید شاہ میر عبد اللہ صاحب مد فیوضہ۔

بعد سلام مسنون ونیاز مشحون، مشہود ضمیر نبیر باد والا نامہ کرامت شمامہ ورود آوردہ معزز وممتاز فرمود، واز حال مندرجہ اش مفتخر گردانید، اللہ تعالیٰ ذات بابرکات رامعہ

---

۱ حضرت حاجی صاحب، المکتوب الیہ شاہ میر عبد اللہ کے جد امجد حضرت شاہ نصیر الدین سے بیعت تھے ان کے وصال کے بعد حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی سے رجوع فرمایا تھا۔

صحت و عافیت بر سر نیاز مندان سلامت با کرامت دارد۔

در مقدمہ عزیز جان عطا، اللہ حاجت ارشاد نبود کہ عزیز از جان موصوف جگر گوشہ فقیر است، و از صلاحیت او بسیار خوشنود شدم، اللہ تعالیٰ در عمرش برکت دادہ و او را بر طریقۂ بزرگان خود مستقیم دارد،

و نیز ذات شریف آنجناب را از امراض جسمانی و روحانی صحت کامل عطا فرماید، و از زیارت حرمین شریفین مشرف سازد، بذریعہ ایں نعمت فقیر ہم مشرف بملازمت جناب شود۔ ایں نیاز مند نیز مستدعی دعا، خاتمہ خیر است۔

بخدمت جمیع عزیزان سلام و نیاز قبول باد۔ فقط

ترجمہ:۔

از نیاز مند فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بعالی خدمت فیض درجت مکرم معظم حضرت سید شاہ عبد اللہ صاحب[1] مد فیوضہ

بعد سلام مسنون و نیاز مشحون، خدمت والا میں عرض ہے کہ گرامی نامہ نے ورود فرما کر

---

[1] حضرت شاہ میر عبد اللہ بن شاہ صابر بخش بن سید شاہ نصیر الدین بن غلام سادات حسینی۔ تعلیم کی نسبت معلومات نہیں ملتی، غالباً حضرت شاہ صابر بخش سے تعلیم پائی۔ شاہ صابر بخش کی وفات (۱۴؍ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ (۱۰؍ دسمبر ۱۸۲۱ء) کے بعد سجادہ نشین ہوئے، اس کا ذکر سر سید احمد خاں نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"ان حضرت (شاہ صابر بخش) کے بعد فرزند و خلیفہ رشید آپ کے سید عبد اللہ سلمہ اللہ مسند خلافت پر متمکن ہو کر پوری طرح خدمت فقراء میں معروف ہیں:" (آثار الصنادید ۲۳/۳ نولکشور)

شاہ عبد اللہ صاحب نے ۲۴؍ شعبان ۱۲۹۴ھ (۴؍ مئی ۱۸۷۷ء) کو وفات پائی۔ (سیر دہلی شاہ محمد اکبر دانا پوری ص ۴)

"واقعات دار الحکومت" میں شاہ صابر بخش اور شاہ عبد اللہ کی تواریخ وفات میں دلچسپ غلطی ہو گئی ہے۔ مولوی بشیر الدین، شاہ عبد اللہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"انھوں نے ۲۴؍ شعبان ۱۲۳۷ھ ۲۱؍ دسمبر ۱۸۲۱ء کو بہادر شاہ کے زمانے میں انتقال کیا۔"

(واقعات دار الحکومت ۱۳۲/۲۸۸۔ آگرہ) بہادر شاہ ثانی کے عہد میں شاہ صابر بخش نے وفات پائی ہے۔ لیکن ان کی صحیح تاریخ وفات ۱۰؍ دسمبر ۱۸۲۱ء ہے۔

اعزاز و امتیاز سے نوازا، اور اس کے مندرجہ حالات نے افتخار بخشا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو صحت و عافیت سے ہم نیازمندوں کے سر پر ـــــ قائم ـــــ رکھے۔

عزیز میاں عطاء اللہ کے مقدمہ میں آپ کے فرمانے کی ضرورت نہیں تھی، عزیز از جان موصوف فقیر کا جگر گوشہ ہے، اور ـــــ میں ـــــ ان کی صلاحیت سے بے حد خوش ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے، اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رکھے، اور آپ کی ذات شریف کو امراض جسمانی و روحانی سے صحت کامل عطا فرمائے، اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف فرمائے، انشاءاللہ ـــــ آپ کی زیارت حرمین ـــــ کے ذریعہ سے یہ فقیر بھی آپ کی ملاقات سے مشرف ہو سکے گا۔ نیازمند بھی خاتمہ بخیر کی دعا کی درخواست کرتا ہے۔

تمام عزیزوں کی خدمت میں سلام نیاز قبول ہو۔

پتہ!

انشاءاللہ تعالیٰ۔ در دہلی در امام باڑہ حضرت شاہ صابر بخش قدس سرہ
بعالی خدمت فیض درجت جناب مکرم و معظم حضرت شاہ میر عبداللہ صاحب دامت برکاتہم۔
مشرف باد

از مکہ معظمہ۔ ۱۰؍ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ ہجری نبوی صلعم
(۱۹؍ فروری ۱۸۸۴ء)

لہ اس گرامی نامہ کی فوٹو کاپی جناب سید ناصر حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ صابریہ دریا گنج، دہلی نے عنایت فرمائی جس کے لیے ہم بیحد ممنون ہیں۔